اللہ ہی سے مانگنا

مولانا عبدالمالک

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابن آدم جب تک تو مجھ سے دعا کرتا رہے گا اور مجھ سے امید لگائے گا میں تیری مغفرت کر دوں گا۔ جو بھی تیرے اعمال ہوں میں اس کی پروا نہ کروں گا۔

اے ابن آدم تو اگر میرے پاس اتنی خطائیں لے کر آئے کہ ان سے زمین بھر جائے' پھر مجھ سے اس حال میں ملے کہ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرایا ہو' تو میں تیری اتنی مغفرت کروں گا کہ اس سے پوری روئے زمین بھر جائے۔ (ترمذی)

● مغفرت کے بڑے اور اہم سبب تین ہیں۔ ۱۔ دعا کرنا۔ یہ بات اللہ کے شایان شان نہیں کہ وہ کسی کے لیے دعا کا دروازہ تو کھول دے لیکن قبولیت کا دروازہ بند کر دے۔ یعنی دعا کی توفیق' قبولیت دعا کی علامت ہے۔ ۲۔ قبولیت کی امید اور یقین رکھنا۔ اللہ تعالیٰ ایسے دل سے دعا قبول نہیں کرتا جو غافل ہو اور یکسوئی کے ساتھ دعا کرنے والا نہ ہو۔ ۳۔ دعا کرتا رہے دعا کو چھوڑے نہیں۔ دعا کو چھوڑ دینا قبولیت دعا میں مانع ہے۔ مثل مشہور ہے جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے' قریب ہے کہ اس کے لیے دروازہ کھول دیا جائے۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے: تم دعا سے عاجز نہ ہو جاؤ اس لیے کہ دعا کے ساتھ ہلاکت نہیں ہے۔

● اصل دعا آخرت کی کامیابی' جنت میں داخلے اور دوزخ سے بچاؤ کے لیے کرنا چاہیے۔ یہی زندگی کا اصل مقصد ہے۔ استغفار کے یہی معنی ہیں کیونکہ استغفار گناہوں سے ہوتا ہے۔ اور گناہ ہی دخول جنت میں مانع اور دخول نار کا سبب ہوتے ہیں۔ کسی کے گناہ کتنے بھی زیادہ کیوں نہ ہوں' اللہ کی مغفرت ان پر حاوی ہے اور سب کو اپنے احاطے میں لے سکتی ہے۔ اللہ کی مغفرت کی وسعتوں کے مقابلے میں بندے کے گناہ کچھ بھی نہیں۔

● حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہتے ہوئے آیا: "ہائے میرے گناہ' ہائے میرے گناہ"۔ اس نے دو یا تین مرتبہ ایسا کہا تو آپؐ نے فرمایا: اس طرح سے نہ کہو بلکہ یوں دعا

کرو: "اے اللہ تیری مغفرت میرے گناہوں کے مقابلے میں زیادہ وسعت رکھتی ہے۔ اور تیری رحمت سے مجھے اپنے عمل کے مقابلے میں زیادہ امیدیں ہیں" تو اس نے اس طرح سے کہہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا: اسے پھر دہراؤ تو اس نے پھر ان کلمات کو دہرایا۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: جاؤ اللہ نے تیری مغفرت فرما دی۔

● مغفرت ان کے لیے ہے جو پریشان ہو کر تائب ہو جائیں اور صدق دل سے دعا کریں۔ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص گناہ سے توبہ کرے وہ اس آدمی کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ جو گناہ پر قائم رہتے ہوئے استغفار کرتا ہو، وہ اپنے رب سے استہزا کرنے والے کی طرح ہے۔ (ابن ابی الدنیا)

○

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

یقیناً اللہ تعالیٰ پاک ہے، نہیں قبول کرتا مگر پاک چیز کو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو وہ حکم دیا ہے جو پیغمبروں کو دیا ہے کہ: "اے رسولو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے اور عمل کرو نیک"۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے: "اے ایمان والو! کھاؤ پاکیزہ چیزوں سے جو ہم نے تمھیں دی ہیں اور اللہ کا شکر ادا کرو اگر تم اسی کی عبادت کرتے ہو"۔ پھر آپؐ نے ذکر کیا کہ ایک آدمی لمبا سفر کرتا ہے، وہ پراگندہ بال والا اور غبار آلود ہے۔ اپنے دونوں ہاتھ پھیلائے ہوئے کہتا ہے: یارب! یارب! لیکن اس کا کھانا حرام ہے، پہننا حرام، اسے حرام غذا دی گئی ہے۔ تب کیسے اس کی دعا قبول کی جائے گی۔ (مسلم شریف)

● کچھ اوصاف دعا کی قبولیت کا تقاضا کرتے ہوں اور کچھ قبولیت سے مانع ہوں تو ایسی صورت میں اگر مانع مضبوط اور قوی ہو تو اسباب قبولیت غیر موثر ہو جاتے ہیں اور دعا قبول نہیں ہوتی۔ اسباب قبولیت میں سفر، اور عاجزی اور انکساری ہے۔ بال بکھرے ہوئے ہوں، جسم غبار آلود ہو، مسافرت کی حالت ہو تو ان کو دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی رحمت جوش مارتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے۔ لیکن دوسری طرف رزق حرام اللہ تعالیٰ کے غضب کو دعوت دیتا ہے۔ رزق حرام، چوری، ڈاکے، خیانت اور رشوت کا ہو تو یہ ظلم ہے بندوں پر، اور اگر بذات خود اس کا استعمال حرام تھا، مثلاً خنزیر، مردار، اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کی قسم سے: تو یہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی ہے اور ظلم ہے۔ ظلم قبولیت دعا سے مانع ہے۔ اور یہ مانع اسباب قبولیت کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے، اس لیے کہ رزق ایسی چیز ہے کہ انسان کی ساری قوت اس پر مبنی ہوتی ہے۔ اس کے دل و دماغ اور جسم و اعضا کی صلاحیتیں اور حرکتیں اور کارکردگی سب رزق پر موقوف ہیں۔ اگر رزق حلال ہے تو یہ ساری چیزیں حلال بنیاد پر متحرک ہیں اور رزق حرام ہے تو پھر یہ ساری چیزیں حرام بنیاد پر چل رہی ہیں۔ ایسی صورت میں وہ عبادت، وہ نیکی، وہ تقویٰ، وہ تبلیغ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور وہ دعا کیسے قبول ہو سکتی ہے جس کی روح اور بنیاد رزق حرام ہے۔ پھر بھلا ایسے شخص کی دعا کو کیسے قبول کیا جائے گا!

● حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلاوت کی گئی: یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ کُلُوْا مِمَّا فِی الْاَرْضِ حَلٰلًا طَیِّبًا، لوگو کھاؤ زمین کی حلال اور پاکیزہ چیزیں، تو سعد بن ابی وقاصؓ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرے لیے دعا کیجیے کہ میں "مستجاب الدعوۃ" ہو جاؤں، تو آپؐ نے فرمایا: سعد، حلال اور پاکیزہ کھانا کھایا کرو، مستجاب الدعوۃ ہو جاؤ گے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمدؐ کی جان ہے، آدمی حرام لقمہ اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے تو اللہ تعالیٰ چالیس دن اس کے کسی عمل کو قبول نہیں کرتے، اور جس آدمی کا گوشت حرام پر پلا ہو تو آگ اس کے لیے زیادہ سزاوار ہے۔ (طبرانی)

○

حضرت ابو امامہؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجتہ الوداع میں خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: اپنے رب سے، تقویٰ اختیار کرو، اپنی پانچ نمازیں پڑھو، اپنے مہینے کے روزے رکھو، اپنے مالوں کی زکوٰۃ دو۔ اپنے صاحب امر لوگوں کی اطاعت کرو۔ داخل ہو جاؤ گے اپنے رب کی جنت میں"۔ (ترمذی، ابن حبان، احمد)

● جنت میں داخلہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کے میدان میں کامیابی سے ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کسی ارشاد میں اگر بندگی کے چند کاموں کا ذکر کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان کاموں کو بندگی رب کے تمام شعبوں میں کامیابی سے ہمکنار کرنے میں دخل ہے۔

● دوسری احادیث کی طرح اس حدیث میں بھی "تقویٰ" کو سرفہرست رکھا گیا ہے جس کے معنی ہیں: زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ تعالیٰ کے احکام اور فرامین کی تعمیل کرنا اور صغائر و کبائر سے بچنا۔ اس کے بعد نمازوں، روزوں اور زکوٰۃ کا ذکر کیا جن سے انفرادی اصلاح کی توفیق مل جائے گی اور اجتماعی کاموں کے لیے استعداد بھی پیدا ہو جائے گی۔ "اصحاب امر کی اطاعت" کا بھی مختلف احادیث میں بطور خاص ذکر کیا گیا ہے، کہیں اعمال میں اخلاص کے ساتھ اور کہیں تقویٰ کے ساتھ۔ یعنی عبادت صرف نماز، روزے اور زکوٰۃ کا نام نہیں ہے بلکہ اسلام کے اجتماعی نظام کو قائم رکھنے اور قائم کرنے کے لیے اصحاب امر کی اطاعت بھی ضروری ہے، اور اس سے جنت میں داخلے کی راہ ہموار ہوتی ہے۔

○

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کو تمام لوگوں سے بڑھ کر مبغوض تین آدمی ہیں: ایک وہ جو حرم میں کج روی اختیار کرے، دوسرا وہ جو اسلام میں جاہلیت کے طریقے کی طلب کرے، تیسرا وہ جو ایک مسلمان آدمی کے خون ناحق کو گرانے کی خواہش رکھتا ہو۔ (بخاری شریف)

● حرم روئے زمین کا مقدس ترین علاقہ ہے۔ اگر ایک شخص ایسی جگہ میں بھی خدا کو بھلا دے اور کج روی

اختیار کرے تو دنیا کے کسی دوسرے علاقے میں برائی سے کس طرح اپنے آپ کو بچائے گا۔ جو آدمی مسلمان ہو کر بھی جاہلی نظام' اس کے کسی حصے کی چاہت رکھتا ہو' تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے پاک اور عمدہ کھانے کے ہوتے ہوئے کوئی شخص گندگی چاٹنے کی خواہش رکھتا ہو۔ یہ برائی کی چاہت میں بہت آگے بڑھ چکا ہے' اس کا مزاج بگڑ چکا ہے' لہٰذا یہ اللہ کے ہاں دوسرے تمام لوگوں سے بڑھ کر مبغوض ہے۔ وہ جو مسلمان کے ناحق خون کو گرانے کے درپے ہے' اللہ کو سب سے بڑھ کر مبغوض ہے اس لیے کہ اسلام میں عصمت جان کا سب سے اونچا درجہ ہے۔ اگر اس شخص کے خنجر سے ایک مسلمان بھی محفوظ نہیں ہے تو یہ درندگی میں بہت آگے نکل چکا ہے۔

● ہمارے معاشرے میں اللہ کے نزدیک مبغوض کاموں میں مصروف لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے۔

○

حضرت جابر بن سلیمؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ سے تقویٰ اختیار کرو' اور تھوڑے بھلے کام کو بھی حقیر نہ سمجھو اگرچہ وہ اس شکل میں ہو کہ آپ اپنے ڈول سے پانی مانگنے والے کے برتن میں پانی ڈال دیں۔ تکبر سے بچو کہ اللہ تعالیٰ تکبر کو پسند نہیں کرتا۔ اگر کوئی آپ کو گالی دے اور کسی ایسے عیب کی وجہ سے عار دلائے جو اس کے علم میں تیرے اندر پایا جاتا ہے تو تم اسے کسی ایسے عیب کی وجہ سے عار نہ دلاؤ جو تمھارے علم میں اس کے اندر پایا جاتا ہے۔ تمھیں اس کا اجر ملے گا' اور اسے اس کا گناہ ہو گا۔ اور کسی کو گالی نہ دو۔ (مسند احمد)

○

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! ایمان کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:

جب تجھے تیری نیکی خوش کرے اور تیری برائی غمگین کر دے تو' پھر تو مومن ہے۔ (مسند احمد' ابن حبان' مستدرک حاکم)

● ایمان تقاضا کرتا ہے کہ انسان نیکی کرے اور برائی سے بچے' جس طرح ایک تاجر کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ منافع کمائے اور نقصان سے بچے۔ اگر تاجر نفع نہ کمائے بلکہ خسارے سے دوچار ہو تو وہ یقیناً غمگین ہوتا ہے۔ اور نقصان بہت زیادہ ہو جائے تو بعض اوقات اسے دل کا دورہ پڑ جاتا ہے۔ پس اگر ایک تاجر نفع کما کر خوش نہ ہو' نقصان اٹھا کر غمگین نہ ہو تو اس کا معنی یہ ہے کہ اس نے تجارت کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ اگر ایک مومن نیکی کر کے خوش نہیں ہوتا' برائی میں مبتلا ہو جانے کی صورت میں غمگین نہیں ہوتا' اس میں یا تو ایمان نہیں ہے یا اس کا ایمان مردہ ہو چکا ہے۔